نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

پیرِ کامل

مؤلف

خاکپائے پیرفہمی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروف پیر عفی عنہٗ

اہلِ سلسلہ حضرت پیر فہمی مدظلہ العالی کے خدمات

نورُالایمان (ہندی)

آئینۂ معروف (ہندی)

پیرکامل (ہندی)

تخلیق آدم (ہندی)

انسانی پیدائش (ہندی)

نورالایمان (اُردو)

آئینۂ معروف (اُردو)

پیرکامل (اُردو)

تخلیق آدم (اُردو)

انسانی پیدائش (اُردو)

اسرارِ وجدانی (ہندی)

لواُجالے لوٹ آئے (اُردو)

لواُجالے لوٹ آئے (ہندی)

پیمانۂ معروف (اُردو)

رازِ محمدی ﷺ (اُردو)

شش جہت کا طغرہ

کلمۂ طیب کا طغرہ

بیانِ معروف مختلف عنوانات پر عرفانی بیانات کی ویڈیو۔سی۔ڈی۔(.V.C.D) دستیاب ہیں۔

خاکپائے پیر فہمی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری **معروف پیر** عفی عنہ

پتہ : بھگت سنگھ نگر نمبر ا، مسجد طیبہ کے مقابل، لنک روڈ، گوریگاؤں (ویسٹ) ممبئی۔۱۰۴

Mobiles : 9869 158 482 / 9324 832 490 Phone : 022 - 3243 9857.

E-mail : maroofpeer@yahoo.com E-mail : peermaroof@yahoo.com

DESIGNING & PRINTING BY DECENT CREATIONS : 977 3039 800/ 9867 914 724 / 022 - 641 80 700.

خاکپائے پیر فہمی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری

معروف پیر عفی عنہ

KHAKPA-E-PEER FEHMI KHWAJA SHAIKH MOHAMMED FAROOQ SHAH

QADRI AL CHISHTI IFTEKHARI MAROOF PEER A.A.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

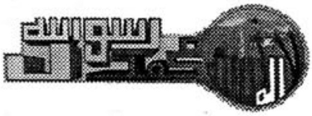

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

پیرِ کامل

مؤلف

خاکپائے پیر فہمی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروف پیر عفی عنہ

منجملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

ارکان

کتاب کا نام : پیرِ کامل

مصنف : خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروفؔ پیر

نوعیتِ اشاعت : بارِ دوم

تعدادِ اشاعت : ۵۰۰ (پانچ سو)

مقامِ اشاعت : بموقع عرس حضرت پیر عادلؔ بیجاپوریؒ (بیجاپور شریف۔ کرناٹک)

تاریخِ اشاعت : ۲۱/مارچ ۲۰۰۹ء بمطابق ۲۳/ربیع العادل ۱۴۳۰ھ

طباعت : ڈیسینٹ کرینشنس 9773039800 / 022 - 64180700

قیمتِ کتاب : ۳۰/روپے

کتاب ملنے کے پتے

حضرت پیر فہمیؔ، خانقاہِ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی،

عادل نگر، آکاش وانی گیٹ نمبر ۷، مالونی کالونی، ملاڈ (مغرب)، ممبئی ۹۵

افسر شاہ قادری، بھگت سنگھ نگر نمبر ۱، لنک روڈ، گوریگاوں (ویسٹ) ممبئی ۔۱۰۴

عبداللہ شاہ قادری، غریب نواز نگر، کوکری آگار، ایس۔ایم روڈ، انٹاپ ہل ممبئی ۔۳۷

شیخ شاہین شاہ قادری، ہاؤس نمبر 9-8-109/A/76، گول کنڈہ، صالح نگر، کنچہ، حیدر آباد

محمد مولا علی شاہ قادری، B2/10/2، سیکٹر نمبر 15، واشی، نئی ممبئی 703

محمد ساجد شاہ قادری، حوابی کی چال، عیدگاہ میدان، جوگیشوری (ایسٹ)، ممبئی ۶۰

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر
انتساب	۴
سیدنا غوثِ پاکؓ کی بشارت	۶
حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں	۷
بیعت کا معنیٰ	۷
بیعت کیوں؟	۱۱
پیر کامل کی ضرورت	۱۴
آدابِ مرشد	۱۸
آدابِ مرشد و محبوب الٰہیؒ	۲۰
آدابِ مرشد حضرت مخدوم اشرف شاہ جہانگیر سمنانیؒ	۲۱
بے ادبی کا انجام	۲۱
صحبتِ مرشد	۲۱
خدمتِ مرشد	۲۳
پیر کی دست بوسی و قدم بوسی	۲۴
حکایت	۲۶
پیر و مرشد کی تعظیم میں کھڑا ہونا	۲۶
پیر و مرشد کی خدمتِ عالیہ میں نذر پیش کرنا	۲۸
مشائخِ عظام کیوں رزق کمانے سے پرہیز کرتے ہیں؟	۲۹
تصورِ شیخ	۳۰
تصورِ شیخ اور بندہ نوازؒ	۳۲
تصورِ شیخ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۳۲
تصورِ شیخ میں نماز	۳۳
تصورِ شیخ اور اعلیٰحضرت	۳۳
فنا فی الشیخ	۳۴
مردوں کے بیعت کا جواز	۳۵
عورتوں کے بیعت کا جواز	۳۶
نابالغ بچوں کے بیعت کا جواز	۳۷
کیا صاحبِ مزار سے بیعت درست ہے؟	۳۸
پیر بھائی یعنی روحانی رشتہ	۳۸
مشائخِ عظام کا کفن	۳۹
حکایت	۳۹
مشائخِ عظام کو عمامہ کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے؟	۴۰
شجرہ خوانی کے فوائد	۴۰

انتساب

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لاکھوں احسان وشکر اس ربِ کائنات کا وکروڑوں درود وسلام آقائے نامدار مدنی تاجدار احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ پر وصد درصد احسان وشکر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی وخواجہ ءِ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی وتمامی اولیاء ومشائخین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا۔ انسانی زندگی کی اصل غایت یہی ہے کہ وہ ترقی کرکے اپنے مبداء اصلی یعنی حق سے واصل ہوجائے ہر وقت اپنے خیال کو مقصودِ اعلیٰ کی طرف متوجہ رکھے۔ انسان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ روحانی ترقی کے وسائل خود انسان کے اندر موجود ہیں فِیْ اَنْفُسَکُمْ اَفَلا تُبْصِرُوْنْ ۔ انسان خدا کا مظہر اتم ہے اس لیے وہ قابلیت رکھتا ہے کہ صفاتِ بشری کو فنا کرکے خدا میں مل جائے اور خدا کے صفات حاصل کرکے بقا کے مرتبہ کو پہنچے۔ رسول و پیغمبرؑ خدا کے مظہر خاص ہوتے ہیں۔ حصولِ معرفت کے لئے انسان کو مختلف ذرائع سے گزرنا پڑتا ہے۔ انبیاء علیہ السلام اسی مقصد کی تبلیغ اور انھیں ذرائع کی تعلیم کے لیے معبوث ہوئے، اولیاء اللہ انھیں کی نیابت فرمایا کرتے ہیں، اسی نیابت وخلافت میں رموزِ باطنی وفیوضِ ربانی پوشیدہ ہے۔ میرے آقا ومولا پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ شیخ محمد عبدالرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری پیر فہمی مدظلہ العالیٰ نے

انھیں رموز سے آگاہی بخش کر خلافتِ قادریہ عالیہ خلفائیہ و خلافتِ چشتیہ بہشتیہ سے سرفراز فرما کر مسندِ رشدو ہدایت پر فائض کیا۔اسی رشدو ہدایت کے ضمن میں کتاب ھذٰا 'پیر کامل' ہے۔جو میں اپنے پیر و مرشد کی بارگاہِ ولایت میں نذر کرتا ہوں۔ ۲۶نومبر ۲۰۰۶ء

گر قبول افتدز ہے عزوشرف

خاکپائے پیر فہمی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری **معروف پیر** عفی عنہ

اِظہارِ تشکّر

میں اپنے تمام کرم فرماؤں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی آرزو، جستجو، تجسُّس و پیاس کے باعث ''کتابِ پیرِکامل'' کی طباعتِ دوّم کا ظہور ہوا۔ایسی قوی اُمید ہے کہ جس طرح کتابِ پیرِکامل اوّل کو کرم کی نظر سے دیکھا گیا جیسے کہ اہلِ کرم کا دستور ہے دیکھیں گے۔

یہ پیر کا کرم ہے یہ نسبت کا ہی فیض ہے جس نے مجھ جیسے لاعلم و گمنام کو نورِہدایت عطا کر کے راہِ طریقت کا رہبر بنا دیا۔ میں ایسے مرشدِ کامل رہنماء حق کی بارگاہِ ولایت میں بصد احترام کتابِ ھٰذا ''پیرِکامل دوّم'' کو نذر کرتا ہوں۔ فقط دعاگو:

خاکپائے پیر فہمی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری **معروف پیر** عفی عنہ

بروز جمعہ ۱۳رفروری ۲۰۰۹ء

سیدنا غوثِ پاکؓ کی بشارت

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ

عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

سیدنا غوث الاعظم دستگیر پیرانِ پیر روشن ضمیرؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لکھا ہوا دفتر (رجسٹر) دیا۔ جس میں قیامت تک آنے والے میرے احباب و مریدوں کے نام درج تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سب کو میں نے تیری وجہ سے بخش دیا۔ نیز آپؒ نے فرمایا کہ میں نے داروغۂ جہنم سے جن کا نام مالک ہے دریافت کیا، میرے مریدوں میں سے تمہارے پاس کوئی ہے، جواب دیا، عزّت پروردگار کی قسم کوئی بھی نہیں، دیکھو میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر، اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا ہوا، میں تو اچھا ہوں، جلالِ پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید بہشت میں نہیں چلے جائیں گے میں بارگاہِ خداوندی میں نہیں جاؤں گا۔ اور اگر مشرق میں میرے ایک مرید کا پردۂ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً میں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمالیا ہے کہ میرے مریدوں، سلسلہ والوں، میرے طریق کا اتباع کرنے والوں اور میرے عقیدت مندوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

(شیخ عبدالحق محدّث دہلوی، اخبار الاخیار ص ۴۹)

حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں

قیامت کے دن اولیائے صدیقین اور مشائخ عظام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے کندھوں پر چادریں پڑی ہوں گی۔ اور ہر چادر کے ساتھ ہزاروں ریشے لٹکتے ہوں گے۔ ان بزرگوں کے مرید اور عقیدتمندوں ریشوں کو پکڑ کر لٹک جائیں گے۔ اور ان بزرگوں کے ساتھ پل صراط عبور کر کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (دلیل العارفین)

بیعت کا معنیٰ

''بیعت'' بیع سے مشتق ہے، بیع کے اصل معنی مول لینے یا بیچنے کے ہیں اور 'مبایعت' کے معنوں میں بھی مستعمل ہے، یہ کلمہ اپنے وسیع مفہوم کے لحاظ سے کئی معنیٰ دیتا ہے۔ بیعت یا مبایعت کے لغوی معنیٰ 'عہد و پیماں' کے نکلتے ہیں۔ جب کہ اس لفظ سے مضبوطی سے باندھنا، خرید و فروخت، لین دین، محکم پیمان، اطاعت، مرید ہونا اور شاگرد ہونا مراد لیا جاتا ہے۔ بیعت کے مترادف الفاظ: معاہدہ، وعدہ پکا عہد اور میثاق ہیں۔ بقول علامہ ابن منظور صاحب لسان العرب شرح القاموس: گویا بیعت کرنے والا سب کچھ مرشد کے حوالہ کر کے ان سے فیض مول لیتا ہے۔

قرآن کریم میں بیعت یا مبایعۃ، عہد، وعدہ اور میثاق کے سارے الفاظ کثرت سے ملتے ہیں کم وبیش ایک ہی مطلب ادا کرنے والے یہ الفاظ مختلف جگہوں پر الگ الگ موضوعات کے تحت استعمال ہوئے ہیں۔

حق تعالیٰ نے نبی آدم علیہ السلام کی پشتوں سے ان کی نسلوں کو نکالا تھا۔ اور پوچھا تھا ''کیا میں تمہارا رب نہیں؟'' کیوں نہیں، سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں

تو ہی ہمارا رب ہے (سورہ اعراف آیت ۱۷۲) اور یہ واقعہ تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت پیش آیا تھا اللہ تعالیٰ نے پوری نسل آدم کو بیک وقت وجود و شعور عطا کر کے ان سے اپنی ربوبیّت کی شہادت لی تھی گویا یہ مخلوق کی اپنے خالق سے وفاداری کا پہلا اقرار و پیان تھا، اسی کو ''میثاق ازل'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

تمام انبیاء علیھم السلام سے بھی عہد لیا گیا کہ اپنے بعد آنے والے نبی آخر الزماں ﷺ کی تصدیق اور معاونت کی جائے۔ (سورہ آل عمران آیت ۸۱)

'کوہ طور' کے کے دامن میں نبی اسرائیل کے نمائندوں سے عہد لیا گیا تھا کہ ''دروازہ میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہوں ہم نے ان سے کہا کہ سبت کا قانون نہ توڑو اور اس پر ان سے پختہ عہد لیا'' (سورہ نساء آیت ۱۵۴) یہ عہد ''میثاق طور'' سے معروف ہے۔

قرآن حکیم نے نبی اسرائیل سے لئے گئے عہدوں کا متعدد مقام پر ذکر فرمایا ہے۔ سورہ مائدہ میں عیسائیوں سے لئے گئے عہد کے متعلق فرمایا گیا ''اسی طرح ہم نے ان لوگوں سے بھی پختہ عہد لیا تھا جنہوں نے کہا تھا ہم ''نصاریٰ ہیں''۔

(سورہ مائدہ، آیت ۱۴)

قرآن حکیم نے ایمان کو عبد و رب کے درمیان قائم ہونے والے عہد کا نام دیا ہے۔ (سورہ توبہ، آیت ۱۱۱)

قرآن حکیم میں سینکڑوں بار اللہ تعالیٰ کے ''وعدہ'' کی حقانیت اور صداقت کا ذکر ملتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہونے کا صریح اعلان سورہ فتح میں موجود ہے۔ (آیت ۱۰)

اس بیعت سے مراد ''بیعت رضوان'' ہے جو حدیبیہ میں حضور اکرم ﷺ

نے تمام مہاجرین و انصار سے لی تھی یہ بیعتِ جہاد تھی۔ اس ارشادِ قرآنی سے عظمت رسول اللہ ﷺ کا ایک نورانی پہلو اجاگر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو قربِ الٰہی میں وہ مقام حاصل ہے کہ حضور ﷺ سے بیعت، رب العالمین سے بیعت ہے اور حضور ﷺ کا دستِ اقدس گویا دستِ خداوندی ہے۔ حدیبیہ میں بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل ہوا، یہ بیعت ایک کیکر (ببول) کے درخت کے نیچے لی گئی تھی۔ (سورہ فتح آیت ۱۸)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان و اسلام کے علاوہ دیگر امور پر بھی بیعت ہوتی ہے۔ مثلاً حدیبیہ میں لی گئی بیعت، بیعتِ اسلام نہ تھی بلکہ بیعتِ جہاد تھی لہٰذا اعمال، تقویٰ، توبہ وغیرہ پر بھی بیعت ہوسکتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوموں کو حق اور بھلائی کے لئے بلانا "دعوت ایمان" اور امتوں کا ان کی دعوت پر لبیک کہہ کر اس کو قبول کر لینا ہی اصطلاحاً "ایمان لانا" ہے۔ توحید و رسالت کا یقین اور اس کا اظہار شعوری سپردگی کی علامت، اور فرائض و احکام کی پابندی کا عہد بجائے خود اطاعت و فرمانبرداری کا نشان بن جاتا ہے جسے عرفاً بیعت یا مبایعت کا نام دیا جاسکتا ہے۔

فاران کی چوٹی سے جب ہادی برحقؐ نے پہلی مرتبہ صدائے توحید بلند کی تھی تو مردوں میں سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عورتوں میں سب سے پہلے حضرت اُم المومنین حضرت بی بی خدیجہؓ اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایمان لاکر اپنے "بیعت اسلام" کا اظہار کیا تھا۔

بیعت کے اقسام کے بارے میں علماء مختلف نکات نظر کے حامل ہیں۔ تاہم بیعتِ ایمان، بیعتِ اسلام، بیعتِ عقبہ، بیعتِ جہاد، بیعتِ رضوان، بیعتِ تقویٰ،

بیعتِ توبہ، بیعتِ اعمال، بیعتِ تربیت، بیعتِ علم، بیعتِ ارادت، بیعتِ طریق، بیعتِ خلافت، بیعتِ ولی عہدی، بیعتِ اطاعت اور بیعتِ امامت اور بیعتِ امانت مشہور ہیں۔

بیعت پیمانِ اطاعت ہے۔ بیعت کامل سپردگی اور تسلیم ورضا کا اظہار ہے یہ جب پیمانِ اطاعت کا معاہدہ ہے تو اس کو مضبوط بنانے کے لئے بیعت کرنے والا اپنا ہاتھ بیعت لینے والے کے ہاتھ میں دے دیتا ہے، بیعت کا فعل لین دین کے فعل سے مشابہ ہوتا ہے یعنی بیعت کرنے والے نے اپنے اختیارات اس کے ہاتھ بیچ دیے جس سے بیعت کر لی ہے اس لئے بیعت کو بیعت کہا جاتا ہے۔''

(مقدمہ ابن خلدون)

بیعت رضوان کے موقع پر حضور اکرمؐ نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ یا اللہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور دایاں ہاتھ اٹھا کر یہ محمد رسول اللہ کا ہاتھ ہے آپ نے اپنے دائیں ہاتھ پر بایاں ہاتھ رکھ کر حضرت عثمانؓ کی بیعت کی تکمیل فرمائی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بوقت بیعت ہاتھ میں ہاتھ دیا اور لیا جاتا ہے اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے حدیبیہ میں بیعت کرنے والے صحابہ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ ''اے محبوب جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (سورہ فتح، آیت ۱۰)

لہٰذا مصافحہ، بیعت کی رسم کے لئے سنت رسولؐ ہی نہیں بلکہ خوشنودی خدا کا باعث بھی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ بیعت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید اپنا عقیدت کا ہاتھ مرشد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کرتا ہے اور یہ انعقاد مرشد کے واسطے سے اس کے مرشد کے ساتھ ہوتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس یکے بعد دیگرے یہ

انعقاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہو جاتا ہے اور بواسطہ حضرت علیؓ کے اس بیعت کا انعقاد حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ عزیزیہ ص ۸۳)

بیعت کیوں؟

حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کا جواز قرآن مجید و حدیث مبارکہ سے روشن ہے آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاءِ راشدین جب بیعتِ خلافت لیتے تھے تو اسی میں بیعت توبہ شامل ہوتی تھی۔ کیوں کے اس وقت میں اہل تصوف خرقۂ دینی کو قائم مقام حاصل تھا۔ خلیفۂ وقت کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام بسبب خوف پھوٹ پڑنے کے اور اس خوف سے بھی کہ کہیں بیعت کرنے والوں کے ساتھ بیعتِ خلافت کا گمان کیا جاوئے تو فتنہ وفساد کا باعث ہو۔ اس لئے بیعت نہ لیتے تھے۔ فقط صحبت پر اکتفا ہوتا تھا۔ جب خلفاء راشدین کا دور ختم ہوا۔ اور خلافت کا معاملہ امور مملکت کے انتظام اور نظم ونسق تک سمٹ کر رہ گیا تو سلف صالحین نے بیعت والی سنت کو پھر سے زندہ کیا۔ الحمدللہ آج بھی یہ سنت امت میں جاری وساری ہے۔

بیعت کی شرعی حیثیت اور اس کی ترغیب کی وضاحت ان ارشاداتِ مبارکہ سے ہوتی ہے جس میں تاکید فرمائی گئی ہے کہ ”جس نے امام کے ہاتھ پر بیعت کئے بغیر رحلت کی اس کی موت جاہلیت پر ہوئی“ (حدیث شریف)

البتہ عامۃ الناس پر امام کی اطاعت واجب ہے، قرآن میں ارشاد ہے ”اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے ارباب امر (امام وخلیفہ) کی اطاعت کرو۔“ (قرآن سورہ نساء آیت ۵۹)

جس طرح امام کا تقرر واجب ہے اسی طرح امام کے ہاتھ پر بیعت اور اطاعت بھی

واجب ہے۔ بیعتِ صغریٰ صوفیہ اور مشائخ کے ہاتھ پر علوم طریقت کی غرض سے کی جاتی ہے ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس بیعت کو بیعت سنت بتایا ہے، کیونکہ اصحاب رسول اللہؐ نے اس بیعت کے ذریعہ تقرب کی منزلیں طے کی تھیں۔ (القول الجمیل شفآء العلیل ص ۱۹)

یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہِمْ ترجمہ: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۱)

حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا اس سے وہ امام زماں مراد ہے جس کی دعوت پر دنیا میں لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت کی ہو یا باطل کی حاصل یہ ہے کہ ہر قوم اپنے سردار کے پاس جمع ہوگی جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی اور انھیں اسی کے نام سے پکارا جائے گا کہ اے فلاں کے متعبین ۔

خزائن العرفان فی تفسیر القرآن میں حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ لکھتے ہیں ۔اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہیے۔ شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے تا کہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں (۱) تقلید (۲) بیعت اور مریدی سب کا ثبوت ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے۔ (عوارف العارف)

حضرت ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ مرید کے لئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہشِ نفس کا پوجاری ہے راہ نہ پائے گا۔ (رسالۂ قشیریہ)

حضرت ابویزیدؒ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔

(بحوالہ فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۹)

اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں شریعت، طریقت اور حقیقت سب کچھ ہے اور ان میں سب سے زیادہ ظاہر و آسان شریعت کے مسائل ہیں اور ان آسان مسائل کا یہ حال ہے کہ اگر ''ائمہ مجتہدین ان کی تشریح نہ فرماتے تو علماء کچھ نہ سمجھتے اور علماء کرام ائمہ مجتہدین'' کے اقوال کی تشریح نہ کرتے تو عوام ''ائمہ'' کے ارشادات سمجھنے سے بھی عاجز رہتے۔ جب احکامِ شریعت میں یہ حال ہے تو پھر واضح ہے کہ مرشد کامل کے بغیر ''اسرارِ معرفت'' قرآن و حدیث سے خود نکال لینا کس قدر محال ہے۔ یہ راہ سخت باریک اور مرشد کی روشنی کے بغیر سخت تاریک ہے۔ بڑے بڑوں کو شیطانِ لعین نے اسی راہ میں ایسا مارا کے ''تحت الثریٰ'' تک پہنچا دیا۔ تیری کیا حقیقت کہ ''بے رہبر کامل اس میں چلے اور سلامت نکل جانے کا دعویٰ کرے۔ (نقاء السلافہ فی احکام البیعۃ والخلافہ)

مترجم و مفسرِ قرآن حضرت شاہ عبدالماجد دریابادی تحریر فرماتے ہیں کہ ''اصل سوال صرف یہ ہے کہ ایمان کے اجزاء اور اسلام کے ارکان تو کتابوں سے بے شک دریافت ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہر عمل کے پیچھے جو ''روح عمل'' کارفرما ہوتی ہے، وہ محض ان کتابی واسطوں اور نوشتوں سے کیا پوری طرح حاصل کر لی جاسکتی ہے؟ قلب کو مرتبۂ احسان تک پہنچانا، باطن کا تزکیۂ نفس کا جلاء اخلاق کی پاکیزگی، عادت و خصلت میں ایثار، یہ سب بغیر ایک ''زندہ معلم'' یعنی (مرشدِ کامل) کی وساطت کے عموماً و عادۃً کیونکر ممکن ہے! جو قانون اور ضابطے کتابوں میں درج کرنے والے تھے، وہ بے شک بڑی تحقیق اور پوری تفصیل کے ساتھ حدیث و آثار اور فقہ کی کتابوں میں مدون ہوتے رہیں۔ لیکن جو چیزیں ایک قلب سے براہِ راست دوسرے قلب میں منتقل ہونے کی ہیں، ان کے لیے کاغذ کے طومار' اور'

روشنائی کے ڈھیر، کس حد تک کافی ہو سکتے ہیں؟ ہر عمل، ظاہر ہےکہ اپنی ایک صورت بھی رکھتا ہے اور ایک روح بھی۔ فقہ کا تعلق "صورت عمل" سے ہے اور سلوک وطریقت کا تعلق "روح عمل" سے ہے۔ (تصوفِ اسلام ص ۲۱۴)

ائمہ کرام فرماتے ہیں، آدمی کتنا ہی بڑا عالم، عامل، زاہد اور کامل ہو اس پر واجب ہے کہ ولی کامل کو اپنا مرشد بنائے کہ اس کے بغیر اس کو ہرگز چارہ نہیں۔

(تصوف وطریقت ص ۱۰۸)

سیدنا غوث پاکؒ فرماتے ہیں کہ شروع سے اللہ تعالیٰ نے روحانی تربیت کا سلسلہ اسی طرح جاری فرمایا ہے کہ ایک فیض دیتا ہے اور دوسرا فیض حاصل کرتا ہے۔ جیسے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے جانشین۔ پھر ان کے تربیت یافتہ، وعلیٰ ہذا القیاس، یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اور بہ ارشاد الٰہی یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کس شخص کو تربیت کے بغیر مقامات عالیہ تک ترقی دے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل قائم ہو سکتی ہے کیونکہ اکثر یہی ہوا ہے کہ سوائے شیخ کے کوئی شخص منازل سلوک طے نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا۔ شیخ کی خدمت وضرورت سے اس وقت تک علیحدہ نہیں ہونا چاہئے جب تک وصول الی اللہ یعنی منزل مقصود تک نہ پہنچ جائے۔"

(غنیۃ الطالبین۔ ص ۶۱۴)

پیرِ کامل کی ضرورت

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُوااللّٰهَ وَابْتَغُو اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَوَجَاهِدُوا فِی سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (سورۂ مائدہ آیت ۳۵)

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب

'قول الجمیل'' میں فرماتے ہیں کہ یہاں وسیلہ سے مراد نہ تو ایمان ہے کیونکہ ایمانداروں سے تو پہلے ہی خطاب ہو رہا ہے اور نہ ہی اعمالِ صالح، نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ بدنی عبادات ہیں، کیونکہ یہ تقویٰ میں شامل ہیں، اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ۔وہ بھی تقویٰ میں شامل ہے۔ پس وسیلے سے مراد 'ارادات' ہے بیعت اور مرشدِ طریقت ہے۔ (القول الجمیل شفآء العلیل ص ۳۴)

وَاتَّبِعُ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ترجمہ: ان کے راستے پہ چلو جو میری طرف متوجہ ہوئے۔ (سورۂ لقمان آیت ۱۵) تفسیر موہب الرحمٰن میں اس آیت کے تحت فرمایا گیا ''اور تو ایسے شخص کی راہ چل جو ہمہ تن میری طرف جھکا ہے''۔ یعنی وہ اولاً پیغمبرؑ اور ثانیاً آپ ﷺ کے صالحین امت ہیں (موہب الرحمٰن ص ۸۳)

حدیثِ مبارکہ ہے کہ انسان پر فرض ہے کہ وہ پیر کامل کی تلاش کرے اور وہ قریب مکان اور وہ ملک عجم میں اور وہ ملک شام میں اور وہ ملک روم میں۔ کیوں نہ ہوں۔ (برہان الحقائق ص ۲۰۶)

حضور اکرم ﷺ سے قبل اجازتِ بیعت کسی نبی کو نہ تھی کیونکہ بعد بیعت کسی نبی کی حاجت نہیں ہوتی اور حضورؐ خاتم النبین ہیں اس لئے حق تعالیٰ نے بیعت کا سلسلہ شجر کے نیچے جاری کرنے کا حکم فرمایا۔

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے ہیں۔ (سورہ فتح آیت ۱۸)

مثلاً جیسے کوئی باغبان باہر سے آم کے قلم منگاتا ہے اگر آم کی قلم دینے والا مالک کہے کہ یہ آخری قلم ہے اس کے بعد کوئی قلم بھیجی نہیں جائے گی تو باغبان قلم کی کمی کو پورا کرنے کے لئے یہ طریقہ نکالے گا کہ دیسی آم کے پیڑ میں قلمی آم کی شاخ

لگا کر باندھ دی جائے تو قلم لگ جانے پر وہی تخمی پیڑ قلمی ہو جائے گا اور باہر سے منگانے کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام مثلِ قلمی آم کے تھے۔ ان میں اللہ کا پھل لگا ہوا تھا اور صحابہ کرام مثلِ تخمی آم کے تھے اور ان میں خودی کا پھل لگا ہوا تھا جب سرکارؐ نے بیعت کے ذریعے قلمی آم کی شاخ لگائی تو یہی صحابہ کرام تخمی سے قلمی حیضی سے فیضی وفنافی الرسول بن گئے اور وہ حیات النبیؐ کے راز ہو گئے۔ وہی سلسلہ بیعت اب بھی جاری ہے اسی لئے حضورؐ نے فرمایا میرے بعد اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ میری امت کی ذمہ داری میرے خلفاء راشدین کے سپرد ہے۔ کیونکہ 'عُلَمَآء اُمَّتِی کَاَنبِیَآءِ بَنِی اِسرَائِیلِ' (اور میری امت کے علماء حق بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہیں) اور وہ انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ 'اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءَ' اور فرمان اعظم ہوا۔ 'اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ'۔ شیخ اپنی قوم میں خدا کی راہ اسی طرح دکھلانے والا ہے جس طرح اپنی امت میں پیغمبرؑ۔ یہ ظاہر ہے کہ امت کو راہِ طلب میں بغیر پیغمبرؑ کے چارہ نہیں تو قوم کو بھی بغیر شیخ یعنی خلیفۂ پیغمبرؑ کے چارہ نہیں۔ اسی وجہ سے حضرات مشائخ کا قول ہے۔ 'لَادِیْنَ لِمَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ' جس کا کوئی پیر و مرشد نہیں اس کا مذہب ہی نہیں۔ کیونکہ مشائخ عظام کی ذات بابرکت پیغمبروں کی نائب ہے۔ علاوہ ازیں مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کتابوں میں

بکثرت عقلی دلائل موجود ہیں۔ اگر کوئی چیونٹی کعبہ کی زیارت کا قصد کرے تو اول راستہ اتنا لمبا کہ عمر ختم ہو جائے۔ بالفرض طویل عمر بھی ہو تب بھی راہ پُر خطر ہے نہ جانے کس کے پیر کے نیچے آجائے، اگر چیونٹی کسی شہباز پرندے کے پیر سے لپٹ جائے تو آن کی آن میں بغیر کسی خوف کے وہ کعبہ کے چھت پر اسے پہنچا دے

دوسری بات اکثر راستوں میں چور ڈاکو ملا کرتے ہیں۔ بغیر محافظ کے جانے میں لٹ جانے کا خوف ہے۔ طریقت کی راہ میں خوف نفس کافر اور اصلی شیطان اور نقلی رہبر ہے بغیر کسی صاحبِ دل یا صاحبِ ولایت کے جانا پونجی کو برباد کر دینا ہے۔ تیسری بات یہ راہ میں ایسا سٹھراؤ ہے کہ قدم پھسلتے ہیں اور وہ گھاٹیاں اور بھول بھلیاں ہیں کہ جان بچانا محال ہے۔ سینکڑوں فلسفی دہری اور اکثر بندۂ نفس بغیر امداد شیخ کامل اور واصلِ باللہ کے محض اپنی عقل کے بھروسے پر اس راہ میں چلے اور فوراً ہی بھٹک کر دشتِ پُرخار میں ایسے الجھے کہ نکل نہ سکے۔ دین و ایمان سے برباد ہو کر رہ گئے۔ اس لئے جلد از جلد کسی رہبر کامل کی تلاش کریں اور اپنے روزِ ازل کا قول۔ اَلَستُ بِرَبِّکُم قَالُو بَلٰی (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں کہا بے شک ہے) کا وعدہ وفا کریں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کل کائنات حجر، شجر، ملائکہ، جنات، حیوانات، اور اپنے محبوبِ پاک ﷺ کو ظاہر فرمایا۔ (میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں جاناں جاؤں پہچانا جاؤں اس لئے میں نے خلق کو پیدا کیا) مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ پیری مریدی کا اصل مقصد بھی اپنے عرفان سے آگاہ ہونا ہے تاکہ رب کی معرفت حاصل ہو جائے۔

حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں، ایسا پیر تلاش کرو جو مردے کو زندہ اور زندہ کو مردے کر دے۔ پھر خود ہی فرماتے ہیں، اگر زندگی بھر بھی ہاتھ میں سورج لے کر تلاش کرو گے تو ایسا پیر نہ پاؤ گے۔ میرا منشا تمہارے مردار دم کو مردہ سانوں کو کلمۂ طیبہ سے زندہ کر دے۔ اور تمہارے نفس امارہ کو کلمۂ طیبہ سے مردہ کر دے۔

کسی کشف و کرامت کے چکر میں نہ پھنسے۔ مشائخ عظام کشف و کرامت کو اپنے پیروں کا جوتا سمجھتے ہیں۔ اَلْکَشْفُ وَالْکَرَامَاةُ الْحَیْضُ النِّسَاءَ (کشف و

کرامت مثل عورتوں کے حیض کے ہے)ایک دن حضرت حسن بصریؒ پانی میں مصلّہ بچھا کر رابعہ بصریؒ سے کہا۔ آؤ ہم یہاں نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے ہوا میں مصلّہ بچھا کر کہا آؤ ہم یہاں نماز پڑھتے ہیں پھر کہتی ہیں ہوا میں اڑھنا یہ کام تو ایک مکھی بھی کر سکتی ہے پانی پر چلنا یہ کام ایک مچھلی بھی کر سکتی ہے کامل پیر تمہیں شعبدہ بازی کرتا نہیں ملے گا۔ جہاں کہیں تمہیں 'پیر کامل' مل جائے اپنی خودی اپنی پہچان اس کے ہاتھ پر بیچ کر اس کی پہچان لے لینا۔

آدابِ مرشد

''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں''

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِینَ
امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوبُھُمْ لِلتَّقْوٰی ، لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہؐ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔

(سورۂ حجرت آیت:۳)

مفسّرِ روح البیان حضرت شیخ اسمعیل حقیؒ فرماتے ہیں اس آیتِ مبارکہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شیخ و مرشد کے پاس بھی آوازِ پست رکھی جائے، کیونکہ مرشد رسول اللہؐ کا وارث و نائب ہوتا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد۹ ص ٦٦)

(ا) سیدنا غوث پاکؓ فرماتے ہیں کہ مرید پر لازم ہے کہ جب شیخ سے آداب سیکھنے کا ارادہ کرے تو اس کے دل میں اس بات کا ایمانِ صدق اور اعتماد ہو کہ اپنے شیخ و مرشد سے بہتر اس زمانے میں اور کوئی نہیں ہے اور شیخ کی مخالفت نہ کرے کیونکہ شیخ کی مخالفت کرے گا تو یہ اس کے حق میں زہریلا بن جائے گا اور صرف ظاہر میں نہیں بلکہ

باطن میں بھی خلاف کرنے سے دور رہے۔ (عمدۃ السلوک)

(۲) حضرت ابو علی رودباریؒ فرماتے ہیں۔ بندہ ادب سے خدا تک پہنچ جاتا ہے اور اطاعت سے جنت تک۔ (نزھۃ المجالس ص ۱۵۱)

(۳) حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ جب کوئی مرید اَدب کا خیال نہیں رکھتا تو وہ لوٹ کر وہیں پہنچ جاتا ہے جہاں سے چلا تھا۔

(نزھۃ المجالس ص ۴۳۹)

(۴) حضرت ابنِ مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمیں زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلے میں تھوڑا سا ادب حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

(نزھۃ المجالس ص ۱۳۷)

(۵) سیدنا عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

مرشد کے ادب کا اعلیٰ حصّہ مرشد کی محبت ہی ہے جس مرید نے اپنے مرشد سے کامل محبت نہ رکھی بایں طور کہ مرشد کو اپنی تمام خواہشات پر ترجیح نہ دی تو وہ مرید اس راہ میں کامیاب نہ ہوگا۔ کیونکہ مرشد کی محبت کی مثال سیڑھی کی سی ہے۔ مرید اس کے ذریعہ ہی سے چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ کو پہنچتا ہے۔

(انوار القدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیہ)

(۶) حضرت سید علی بن وفاؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ دکھانے والا تیرا مرشد ایک ایسی آنکھ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تیری طرف لطف اور رحمت سے دیکھتا ہے اور ایک ایسا منہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تیری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی رضا سے راضی ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے۔ پس اے مرید تو اس بات کو جان لے اور مرشد کی اطاعت کو لازم کرلے اور دیکھ لے کہ تو کیا دیکھتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں جس مرید نے یہ گمان کیا کہ اس کا شیخ اس کے اسرار سے واقف نہیں ہے تو وہ مرید اپنے شیخ سے بہت دور ہے اگر چہ دن رات مرشد کے ساتھ ہی بیٹھا ہو۔

(۷) حضرت شیخ زین الدین الخوانی فرماتے ہیں کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے مرشد سے استمداد کو بعینہ رسول اللہؐ سے استمداد سمجھے اور رسول اللہؐ سے استمداد کو بعینہ اللہ تعالیٰ سے استمداد سمجھے تا کہ مرید اس طریقے سے اہلِ اللہ کے طریقے کو پہنچ جائے۔

(۸) مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے دل کو اپنے مرشد کے ساتھ ہمیشہ مضبوط باندھے رکھے اور ہمیشہ تابعداری کرتا رہے اور ہمیشہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام امداد کا دروازہ صرف اس کے مرشد ہی کو بنایا ہے اور یہ اس کا مرشد ایسا مظہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مرید پر فیوضات کے پلٹنے کے لئے صرف اسی کو معین کیا ہے اور خاص فرمایا ہے اور مرید کو کوئی مدد اور فیض مرشد کے واسطہ کے بغیر نہیں پہنچا۔ اگر چہ تمام دنیا مشائخ عظام سے بھری ہوئی ہو۔

☆...... : آدابِ مرشد و محبوبِ الٰہیؒ: ......☆

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ناگاہ کھڑے ہوگئے پھر بیٹھ گئے۔ حاضرینِ مجلس نے آپ سے دریافت کیا کہ حضور کس بنا پر کھڑے ہوئے فرمایا کہ ہمارے پیر دستگیر کی خانقاہ میں ایک کتّا رہتا تھا آج اسی صورت کا ایک کتا مجھے نظر آیا کہ گلی میں گزر رہا تھا میں اس کتےّ کی تعظیم کی خاطر اٹھا تھا۔

☆...... آدابِ مرشد و حضرت مخدوم اشرف شاہ جہانگیر سمنانیؒ ......☆

آپ فرماتے ہیں کہ "بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت کا میرا درجہ اگر انتہائی بلندی پر پہنچے کہ عرشِ معلیٰ تک میرا سر جائے تب بھی اپنے مرشد کامل کے آستانے پر ہی میرا سر ہوگا۔ (سیرت فخر العارفین ۱۸۶)

☆...... :بے ادبی کا انجام: ......☆

حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک مرید آپ سے ناراض ہوگیا اور یہ سمجھا کہ اسے بھی مقامِ معرفت حاصل ہوگیا ہے۔ اب اسے شیخ کی ضرورت نہیں رہی۔ ایک دن وہ آپ کا امتحان لینے کے لئے آیا۔ حضرت جنید بغدادیؒ اس کے دل کی کیفیت سے آگاہ ہوگئے۔ اس نے آپؒ سے کوئی بات پوچھی۔ آپؒ نے فرمایا۔ لفظی جواب تو یہ ہے کہ اگر تو نے اپنا امتحان کرلیا ہوتا تو میرا امتحان لینے نہ آتا اور معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے ولایت سے خارج کیا۔ اس جملے کے فرماتے ہی اس مرید کا چہرہ کالا ہوگیا۔ پھر آپؒ نے فرمایا کہ تجھے خبر نہیں کہ اولیاء واقفِ اسرار ہوتے ہیں۔

(کشف المحجوب ص ۲۰۹)

صحبتِ مرشد

"یک زمانہ صحبتِ با اولیاء۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا"

(اولیائے کرام کی ایک گھڑی کی صحبت سو سالہ بے ریا طاعت سے بہتر ہے)

"صحبتِ صالح ترا صالح کند۔ صحبتِ طالح ترا طالح کند"

(نیکوں کی صحبت تجھے نیک اور بدوں کی صحبت تجھے بد بنا دیتی ہے)

یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ.

ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(سورہ توبہ آیت ۱۱۹)

''قرآن کریم نے اس آیت میں علماء وصلحاء کی بجائے ''صادقین'' کا لفظ استعمال فرما کر عالم و صالح کی پہچان بتا دی کہ صالح صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ نیّت وارادے کا سچا ہو۔ قول کا بھی سچا ہو۔ عمل کا بھی سچا ہو۔

صاف ظاہر ہے کہ آج کے دور میں 'صادقین' کے مصداق مشائخ عظام ہی ہے اللہ تعالیٰ نے صرف ''اهدنا الصراط المستقیم'' کے الفاظ پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ ''صراط الذین انعمت علیهم'' بھی ساتھ فرمایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ طالب راہ مستقیم کے واسطے ایسے رہبرِ کامل کی صحبت کی اشد ضرورت ہے جو اسے سیدھے راستے پر چلائے گمراہیوں سے بچائے۔

فطرت انسانی ہے کہ وہ نفوس سے جتنا اثر لیتی ہے نقوش سے اتنا اثر نہیں لیتی۔ گو کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے قرآن پاک کی آیات نازل ہوتی تھی مگر اس کے باوجود ان پر خشیت وحضوری کی جو کیفیت نبی ﷺ کے حضور ہوتی تھی وہ آپؐ کے غیر حضوری میں نہیں ہوتی تھی۔ جیسا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے مدینہ کی ہر چیز منور ہوگی تھی اور جس دن آپؐ کا وصال ہوا تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی تھی اور ہم آپؐ کے دفن کے بعد مٹی بھی نہ جھاڑنے پائے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تغیر پایا تھا۔

پس صحابہ کرامؓ جیسی مقدس ہستیوں نے بھی تسلیم کیا کہ ان کی جو کیفیت نبی ﷺ کی صحبت میں ہوتی تھی وہ بغیر صحبت کے نہیں ہوتی تھی۔ جس طرح صحابہ کرامؓ مشکوٰۃ نبوت سے فیض حاصل کیا کرتے تھے۔ آج بھی مریدانِ باصفا اپنے مشائخ

کی صحبت سے فیض حاصل کیا کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے آپؐ سے عرض کی گئی کہ یارسول اللہؐ ہمارے لیے کون سا ہم نشین بہتر ہے ارشاد فرمایا وہ جس کے دیکھنے سے تمہیں اللہ کی یاد آئے، جس کے کلام سے تمھارے عمل میں اضافہ ہو اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاددلائے۔

حضرت عبدالواح بن عاشر علیہ رحمہ فرماتے ہیں۔ ''عارفِ کامل کی صحبت اختیار کرو۔ وہ تمہیں ہلاکت کے راستے سے بچائے گا۔ اس کا دیکھنا تمہیں اللہ کی یاد دلائے گا۔ اور وہ بڑے نفیس طریقے سے نفس کا محاسبہ کراتے ہوئے اور ''خطراتِ قلب'' سے محفوظ فرماتے ہوئے تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملا دے گا۔ اس کی صحبت کے سبب تمہارے فرائض ونوافل محفوظ ہوجائیں گے۔ ''تصفیہ قلب'' کے ساتھ ''ذکر کثیر'' کی دولت میسر آئے گی اور وہ اللہ تعالیٰ سے متعلقہ سارے امور میں تمہاری مدد فرمائے گا۔ (المرشد المعین)

☆...... خدمتِ مرشد ......☆

(۱) حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ فرماتے ہیں، جو شخص اپنے پیر کی خدمت کما حقہ، ایک روز بجالائے، اللہ تعالیٰ بہشت میں اسے ایک ہزار محل مروارید ی عنایت فرمائے گا اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔

(دلیل العارفین ص۲۲)

(۲) حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں جب میں شیخ الاسلام سلطان المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نوراللہ مرقدہٗ کا ''مرید'' ہوا تو کامل ۲۰ سال تک خدمتِ اقدس میں رہا اور اس درجے خدمت کی کہ نفس کو کبھی آپ کی خدمت کی وجہ سے

راحت نہ دی۔ نہ دن دیکھتا تھا نہ رات۔ جہاں آپ سفر کو جاتے سونے کے کپڑے اور توشہ سامان اٹھا کر ہمراہ ہو جاتا۔ جب آپ نے میری خدمت اور عقیدت دیکھی تو ایسی کمال نعمت عطا فرمائی جس کی کوئی انتہا نہیں۔ (دلیل العارفین ص ۲)

(۳) بابا فرید گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ سے پوچھا گیا کہ یہ دولت کہاں سے پائی؟ فرمایا، دو باتوں سے، ایک اپنی ماں کی خدمت سے دوسرے اپنے پیرو مرشد کی خدمت کرنے سے۔ (اسرار الاولیاء ص ۳۴)

(۴) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ فرماتے ہیں جو خدمت کرتا ہے مخدوم ہو جاتا ہے۔ کوئی خدمت کئے بغیر مخدوم کیسے بن سکتا ہے؟ پھر فرمایا مَن خَدَمَ خُدِمَ یعنی جس نے خدمت کی اس کی خدمت کی گئی۔ (فوائد الفواد ص۔ ۳۰۶)

(۵) مرید پر یہ لازم ہے کہ وہ یہ خیال کبھی نہ لائے کہ اب وہ اپنے مرشد کا حق پورا کر چکا ہے۔ اگرچہ اس مرشد کی ہزار برس خدمت کرے اور اس پر لاکھوں روپیہ بھی خرچ کرے اور پھر مرید کے دل میں اتنی خدمت اور اتنے خرچ کے بعد یہ خیال آیا کہ اب وہ کچھ نہ کچھ حق ادا کر چکا ہے تو اسے طریقت میں نا قابل تصور نقصان پہنچے گا۔

☆......: پیر کی دست بوسی وقدم بوسی :......☆

اولیاء کرام ومشائخ عظام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی دست بوسی وقدم بوسی یا ان کے لئے تعظیماً کھڑے ہونا ثواب بلکہ باعثِ برکت ہے۔ اکثر ناواقفین اپنی کج فہمی وکم علمی کی وجہ سے اسے بدعت کہہ دیتے ہیں حالانکہ دست بوسی وقدم بوسی صحابہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔ حدیث شریف: حضرت زارع رضی اللہ عنہ جو وفد عبد القیس میں شامل تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے

ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لیا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۰۲)

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جائز ہونا ثابت ہوا ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۲۵)

اور علاّمہ ابنِ علی حصکفی دُرِّ مختار باب الاستبراء میں تحریر فرماتے ہیں۔ "برکت کے لئے عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ۳۲۱ میں ہے۔ "اگر علم اور عدل کی وجہ سے عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ چومے تو جائز ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "پرہیزگار عالم کے ہاتھ کو چومنا جائز ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ مستحب ہے۔ اور جو لوگ کہ مصافحہ کے بعد اپنا ہاتھ چومتے ہیں کوئی چیز نہیں، جاہلوں کا فعل ہے اور مکروہ ہے۔

حضرت مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب الحظر والاباحۃ ص ۵۴ میں لکھتے ہیں۔ "تعظیم دین دار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے۔ حدیث سے ثابت ہے۔"

دلیلِ قرآنی:۔ مفسرین کرام نے شعائراللہ (اللہ کی نشانی) کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ 'رسول اللہ ﷺ' 'کلام اللہ' 'بیت اللہ' جہاں شعائراللہ میں شامل ہیں وہاں کاملین اولیاء اللہ بھی شعائراللہ ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کاملین کے جہاں قدم لگ جاتے ہیں وہ جگہیں بھی شعائراللہ میں شامل ہوجاتی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَنَّ الصَّفَاوَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

ترجمہ: بیشک صفا اور مروہ شعائراللہ میں سے ہیں۔ (سورۃ بقرہ آیت:۱۵۸)

حالانکہ صفا اور مروہ کی پہاڑیاں تو اس وقت سے موجود ہیں جب سے دنیا بنی۔ مگر یہ شعائر اللہ میں تب شمار کی گئی جب ایک نیک بندی ہاجرہ صابرہ کے قدمِ مبارک ان پر لگے۔ معلوم ہوا کہ کاملین مقبولین کے جہاں قدم پڑ جائیں وہ جگہیں شعائر اللہ بن جاتی ہیں۔ تو خود یہ ہستیاں تو بدرجہ اولیٰ شعائر اللہ ہوتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ
ترجمہ: اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کریگا تو بیشک یہ (اللہ کی نشانیوں کی تعظیم) دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔ (سورہ حج آیت:۳۲)

وہ ملائے خشک جو اہل اللہ کو اپنے پر قیاس کرتے ہیں اور جنھیں بدگمانی اور بدزبانی سے فرصت نہیں ان کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ایسی توحید کہ ادب کا دامن ہی ہاتھ سے چھوٹ جائے، افراط وتفریط میں داخل ہے۔ موحد ہونے کے ساتھ ساتھ مودب ہونا ہی کمال ایمان کی دلیل ہیں۔

حکایت: ایک دفعہ ابوسعید ابوالخیرؒ کسی راستے میں سوار جارہے تھے کہ ایک مرید سامنے آیا اور یہ مرید پیدل تھا اس کے شیخ کے گھٹنے کو چوما۔ شیخ نے فرمایا کہ اور نیچے۔ مرید نے گھوڑے کے گھٹنے کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا۔ اور نیچے۔ مرید نے گھوڑے کے سُم کو بوسہ دیا۔ شیخ نے کہا اور نیچے۔ مرید نے زمین چومی۔ اس وقت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جو میں تجھ سے کہتا جاتا تھا ''اور نیچے اور نیچے'' تو اس سے میرا مقصد زمین چومنا نہیں تھا بلکہ یہ تھا کہ تو جتنا جھکتا جاتا تھا اتنا ہی تیرا درجہ بلند ہوتا جاتا تھا
(فوائدالفوادص ۴۹۱)

پیرومرشد کی تعظیم میں کھڑا ہونا

جب شیخ کھڑا ہو تو مرید بھی کھڑا ہو جائے اور جب شیخ بیٹھے تو مرید بھی بیٹھ جائے

کیونکی یہ اکرام میں داخل ہے۔ مگر بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ ایک حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو کھڑے ہونے سے منع فرمایا تو پھر مشائخ عظام کی مجالس میں لوگ کسی کے اکرام کے لئے کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعتِ محمدیہؐ کا یہ حسن ہے کہ جہاں کسی معاملہ میں دو فریق ہوں تو دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کی تلقین کی جاتی ہیں۔ تا کہ معاملات خوش اسلوبی سے چلتے رہیں۔ دونوں میں محبت و پیار اور اکرام و تکریم کا رشتہ استوار رہے۔ شریعت نے ایک طرف تو مرید کو کھڑے ہونے کا حکم دیا تا کہ بزرگوں کی عزت افزائی ہو اور دوسری طرف بزرگوں کو حکم دیا کے لوگوں کے کھڑے ہونے کو پسند نہ کرے تا کہ تکبرّ سے بچ سکے۔ پس مرید کھڑے ہونے کو فرض منصبی سمجھے اور مرشد محبت و پیار سے بیٹھنے کی تلقین کرتا رہے۔ تا کہ محبت و عقیدت کا بندھن سلامت رہے

دلائل احادیث:۔ کھڑے ''نہ'' ہونے کی احادیث تو مشہور ہیں۔ پر یہاں کھڑے ہونے کے بارے میں دو احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) حدیث شریف :۔ امام نسائیؒ اور امام ابو داوٗدؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہم سے گفتگو کرتے پھر آپؐ کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے ۔ (نسائی و ابوداوٗد شریف)

(۲) حدیث شریف:۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذؓ تشریف لا رہے تھے جب قریب آ گئے تو حضور اکرم ﷺ نے انصار سے کہا ''قوموا السید کم'' (اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاوٗ) پس صحابہ کرامؓ ان کے اکرام کے لئے کھڑے ہو گے۔ (بخاری و مسلم شریف) نبی کریم ﷺ کے اسی حکم کے پیشِ نظر مرید اپنے سیدی و مرشدی کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

پیرومرشد کی خدمتِ عالیہ میں نذر پیش کرنا

نذر کی دو قسمیں ہیں، فقہی اور عرفی۔ نذر فقہی کے معنی ہیں غیر ضروری عبادات کو اپنے لئے ضروری کر لینا۔ اور نذر عرفی کے معنی ہیں نذرانہ، ہدیہ اور نیاز۔ نذر فقہی: خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کی ماننا جائز نہیں۔ اور نذرِ عرفی: جو بزرگانِ دین کے لئے ان کے حیات ظاہری یا حیاتِ باطنی میں پیش کی جاتی ہیں جائز ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب ''رسالہ نذور'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''لفظ نذر جو کہ یہاں مستعمل ہوتا ہے۔ شرعی معنیٰ پر نہیں ہے اس لئے کہ عرف میں جو کچھ بزرگوں کے یہاں لے جاتے ہیں نذر و نیاز کہتے ہیں۔

ترجمہ: اے ایمان والوں جب تم رسولؐ سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ (نذر) دے لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ مجادلہ آیت: ۱۲)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب سید عالمؐ کی بارگاہ میں مالدارِ عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ (نذرانہ) دینے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علیؓ نے عمل کیا ایک دینار صدقہ (نذرانہ) کر کے دس مسائل دریافت کئے۔ (مدارک وخازن)

اس آیت سے پتہ چلا کہ جو مزاراتِ اولیاء پر تصدق کے لئے شیرنی وغیرہ لے جاتے ہیں جائز ہے۔

صوفیاء کرام پر اعتراض کرنے والوں اس آیت مبارکہ کے شانِ نزول پر غور فرمائیں۔ اسی سنتِ مبارکہ کو صوفیاء کرام نے زندہ رکھا ہے۔ بزرگانِ دین کا قول

ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں بھی خالی نہ جاؤ۔ کیونکہ جو خالی جاتا ہے وہ خالی ہی لوٹتا ہے۔

سوال: مشائخِ عظام کیوں رزق کمانے سے پرہیز کرتے ہیں؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایسا کام اختیار کرلیا تھا۔ جسے اہم ترین بلند ترین اور شریف ترین مشغلہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ رسول خداؐ کی طرح انہوں نے ہدایت خلق اور اصلاح امت جیسی اہم ترین اور بلند ترین ذمہ داری اپنے سروں پر لے لی تھی اور یہ وہ کام تھا جو پورا وقت پوری ہمت اور پوری توجہ کا محتاج تھا۔ اگر مشائخ عظام خلقِ خدا کی تعلیم و تربیت کے ساتھ روزی کمانے میں بھی مصروف ہوتے تو وہ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہوتے۔ اس واسطے جس طرح آنحضرتؐ نے زبردست قربانی دے کر اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھا اور فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرکے اصلاحِ امت کا اہم فریضہ انجام دیا بعینہ اسی طرح مشائخ عظام نے فقر و فاقہ کو نازنعمت پر ترجیح دی اپنے آپ کو بال بچوں کو بھوکوں مارا، مخالفین کی طعن و تشنع برداشت کی لیکن ہدایت خلق کے کام کو نہ چھوڑا اگر معترضین کے دل میں ذرا بھر انصاف ہوتو ان کو الٹا مشائخ عظام کی ان قربانیوں اور کاوشوں کو سراہنا چاہئے کہ جب باقی لوگ دونوں ہاتھوں سے دولت جمع کرنے میں مشغول ہوتے تھے تو یہ خاصانِ خدا جنگلی پھلوں، سوکھے ٹکڑوں پر گزارہ کرکے نبوّت کی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور سالکان راہِ خدا کی روحانی تربیت میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروف ہوتے تھے۔ چنانچہ یہ ان کی عظیم الشان قربانی تھی نہ کہ کاہلی اور بے کاری کہ املاک اور کوٹھیاں بنانے کی بجائے انہوں نے لوگوں کے کردار بلند کرنے، اصلاح نفس کرنے اور ان کو خدا رسیدہ کرنے کے لئے زندگی وقف کردی تھیں اور اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا ہے کہ جہاں دنیائے دوں کے طالبوں کی کمائی ہوئی دنیا

نے ان کو فتنہ وفساد میں مبتلا کیا اور آپس میں لڑ مر کر انہوں نے امتِ محمدیہ کا۔ شیرازہ بکھیر دیا۔ ان درویشوں اور فقر وفاقہ پر قناعت کر کے عوام کی اصلاح کرنے والوں نے اسلام کی جڑیں لوگوں کے دلوں میں اس قدر مضبوط کر دیں کہ آج تک اسلام قائم ودائم ہے۔

آج کل جب کہ حکومت کے پاس تیز سے تیز ذرائع آمد ورفت موجود ہیں اور کافی فوج اور پولیس بھی ہے لیکن لوگوں کے اعمال کیوں خراب ہیں اور لوگ قانون شکنی پر کیوں آمادہ ہیں اس لئے کہ ان کے قلوب کی اصلاح نہیں کی جارہی اس کے برعکس جب قرونِ اولیٰ میں مشائخ عظام کا خانقاہی نظام زوروں پر تھا اور چپے چپے پر اولیاء کرام کے مرکز قائم تھے تو معاشرہ کی اس طرح اصلاح ہوتی تھی کہ ہر شخص خوفِ خدا اور ایثار ومحبت کے جذبات میں آکر حکومتِ وقت کا ہاتھ بٹا رہا تھا لیکن آج کل معاشرہ کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ لوگوں کو قانون شکنی اور حکم عدولی میں مزہ آتا ہے ۔ لہٰذا اس دور میں بھی لوگوں کے قلب کی اصلاح کے لئے خانقاہی نظام کی سخت ضرورت ہے، اور جہاں جہاں اپنے محدود انداز میں امت کے بہی خواہ اس کام میں مشغول ہیں۔ ان پر طعن وتشنع کی بجائے ان کے ہاتھ بٹانے کی ضرورت ہے۔

تصورِ شیخ

تصور باندھ کر مرشد کو خلوت گیر دیکھیں گے
بٹھا کر روبرو ہم پیر کی تصویر دیکھیں گے

(حضرت پیر عادلؒ)

تصور بذاتِ خود رب تعالیٰ کی ایجاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے اللہ تعالیٰ کا ایک اسم مصور یعنی تصویر بنانے والا تصویر بغیر تصور کے ممکن نہیں۔ فرق

صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے پس کہہ دیتا ہے
کُن، تو فَیَکُون ، ہو جاتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ
عَلٰی صُوْرَتِہٖ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔
(بروایت ابو ہریرہ بخاری و مسلم شریف)
حدیث شریف: مَن رَاٰنِی فَقَد رَاَءَ الحَقُ ترجمہ:۔ جس نے مجھے دیکھا پس وہ حق کو دیکھا۔

پیر کامل صورت ظلِ خدا ★ یعنی دید پیر دیدِ کبریا
(حضرت مولانا رومیؒ)

حضرت مولانا رومیؒ مثنوی شریف میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور سید عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ خوشخبری ہو، اسے جس نے مجھے دیکھا اور اسے بھی جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ نیز آپؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی چراغ کسی دوسری شمع سے جلا دیا گیا، تو جو شخص اس چراغ کو دیکھے گا وہ یقیناً اسی شمع کو دیکھے گا۔ ایسے ہی ایک دوسرے چراغ سے اگر سو چراغ روشن کر دیئے جائیں تو آخری چراغ کو دیکھنا گویا کہ شمع اول ہی سے ملاقات کرنا ہے اس لئے کہ اس کی روشنی شمع اول ہی کی روشنی ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فَاَینَمَا تُولِوُّا فَثَمَّ وَجُہُ اللّٰہِ
ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم جدھر منہ کرو ادھر اللہ کا چہرہ ہے۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۱۵)

اللہ کے مقبول بندوں کو اللہ کا چہرہ کہا گیا ہے۔ اس اعتبار سے مشائخ عظام اپنے مرید کو تصور کی لازوال دولت سے نوازتے ہیں۔ اہلِ حقیقت میں چلنا جسم سے نہیں بلکہ روح و خیال سے ہوتا ہے۔ دوسری بات سارے اعمال کا دارومدار نیّت و خیال پر ہے۔ حتیٰ کہ ظاہری بندگی بھی اسی پر منحصر ہے۔ اس لئے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ میری نظر تمہارے نیت و خیال پر ہوتی ہے۔ اسی لئے صوفیاء کرام

دل کو ذکر کے ذریعے اور خیال کو تصورِ شیخ کے ذریعہ پاک کراتے ہیں۔ تا کہ مرید کا ظاہر و باطن مصفّٰی ہو جائے اور اس کے دل میں یار کا عکس نقش ہو جائے۔ یہ نہ شرک ہے نہ بدعت بلکہ عین بندگی ہے۔ جب ایک بیمار کی عیادت عبادت ٹھہری پھر مقبولانِ خدا کے چہرہ کی زیارت کیونکر نہ بندگی ہوگی۔ جو دلوں کے طبیب ہیں۔ پیر مرید کے باطن میں تصور کے ذریعہ داخل ہوتا ہے اور اپنا تصرف و لطائف و انوار و تجلی سے متجلی کراتا ہے۔ اس لے ہر مرید پر لازم ہے کہ تصورِ شیخ عقیدت و محبت کے ساتھ پیر و مرشد کی ذات کو فانی فی الرسول اور باقی باللہ یقین کر کے اسکی صورت کو ہمیشہ اپنے آئینہ خیال میں دیکھا کرے۔ اور اس قدر یقین کامل ہو جائے کہ اپنی صورت محو ہو جائے اور وہی صورتِ پیر کی اپنی صورت ہو جائے۔

تصور میں جب رُخِ مرشد کامل ہوگا
خود طوفان میرے واسطے ساحل ہوگا
(حضرت پیر عادلؒ)

☆......تصورِ شیخ اور بندہ نوازؒ:......☆

حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز بلند پروازؒ اپنی کتاب 'خاتمہ شریف' میں لکھتے ہیں۔ پیر کو دل کے اندر تصور کرے یا خود کو عین پیر تصور کرے یہ نیک بخت ہی جانتے ہیں کہ یہ مراقبہ نہیں مکاشفہ نہیں مشاہدہ نہیں بلکہ معائنہ ہے۔ یعنی عین بعین۔ ہم نے پیر و مصطفٰے و خدا کو ایک دیکھا ہے ایک جانا ہے۔ (خاتمہ شریف بار چہارم ص ۹)

......تصورِ شیخ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ:......

آپ اپنی کتاب 'قول الجمیل' میں فرمایا کہ جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے، بطریقِ محبت اور

تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی ہے۔

☆...... : تصورِ شیخ میں نماز : ......☆

حضرت امام ربّانی مجدّدِ الف ثانی شیخ احمد سرھندیؒ اپنے مکتوبات ص ۱۰۱۲ میں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ خواجہ محمد اشرف نے نسبتِ رابطہ (تصور شیخ) کے متعلق لکھا ہے کہ اس حد تک غالب آچکی ہے کہ نماز میں بھی اسے اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہے۔ اور اگر فرضاً نفی کرے تو مستنفی نہیں ہوتا۔ جواب: اے محبت کے اطوار والے یہ دولت طالبانِ حق کی متمنا اور آرزو ہے۔ ہزاروں میں سے شاید ایک کو نصیب ہوتی ہے اس کیفیت اور معاملے والا مرید صاحب استعداد اور نام المناسبت ہے۔ احتمال ہے کہ شیخ مقتدا کی تھوڑی سی صحبت سے اس کے تمام کمالات کو جذب کرے۔ رابطے (تصورِ شیخ) کی نفی کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ مسجود الیہ (سجدے کی جہت) ہے مسجود لہٗ (جس کو سجدہ کیا جائے) نہیں ہے۔ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے۔ اس قسم کا ظہور سعادت مندوں کو میسر آتا ہے۔ تا کہ تمام احوال میں صاحبِ رابطہ (مرشدِ کامل) کو اپنا ذریعہ جانیں۔ اور تمام اوقات میں اس کی طرف متوجہ رہیں نہ اس بدنصیب گروہ کی طرح جو اپنے آپ کو (تصویرِ شیخ سے) بے نیاز جانتا ہے اور اپنے قبلہِ توجہ کو اپنے شیخ سے پھیر لیتا ہے۔ اور اپنے معاملے کو خراب اور تباہ کر دیتا ہے۔ (مسئلہ تصور شیخ کے متعلق حضرت امام ربانی تصورِ شیخ کو کس قدر اہمیت دی ہے اور تصورِ شیخ کا اعتقاد نہ رکھنے والوں کو بدنصیب قرار دیا ہے۔)

☆...... :تصورِ شیخ اور اعلیٰحضرت: ......☆

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں ”خلوت (تنہائی) میں آوازوں سے دور، رو بہ مکانِ شیخ (مرشد کے گھر کی طرف منہ کر کے) اور وصال

ہوگیا ہوتو جس طرف مزارِ شیخ ہوادھر متوجہ بیٹھے۔ محض خاموش، باادب، بکمالِ خشوع و خضوع اور صورتِ شیخ کا تصور کرے اوراپنے آپ کواس کے حضور حاضر جانے اور یہ خیال جمائے کہ سرکارِ رسالت انوار و فیوض شیخ کے قلب پر فائض ہورہے ہیں۔ میرا قلب، قلبِ شیخ کے نیچے بحالتِ دریوزہ گری (گداگری) لگا ہوا ہے۔ اس میں سے انوار و فیوض ابل ابل کر میرے دل میں آرہے ہیں اس تصور کو بڑھائے۔ یہاں تک کہ جم جائے اور تکلیف کی حاجت نہ رہے۔ اس کی انتہا پر صورتِ شیخ خود متمثل ہو کر مرید کے ساتھ رہے گی اور ہر کام میں مدد کرے گی اور اس راہ میں جو مشکل اسے پیش آئے گی اس کا حل بتائے گی۔ (وظیفۃ الکریمہ ص ۱۹)

فنافی الشیخ

فنافی الشیخ سے جو بھی فنافی اللہ ہوتا ہے
اس کے دست رس میں قدرت کی قدرت ہوتی جاتی ہے
(حضرت پیر عادل)

ہر کہ پیروذاتِ حق را یک نہ دید ✱ نے مریدو نے مریدو نے مرید (مولانا رومیؒ)

راہِ طریقت میں مرید کی پہلی منزل فنافی الشیخ کی منزل ہے۔ کیونکہ شیخ کامل فنافی الرسول کا دروازہ ہے۔ حضرت سید خواجہ توکل شاہ انبالویؒ سے کسی نے عرض کیا، حضور! فنافی الشیخ کس قدر فائدہ دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا دگنا اور مزید ارشاد فرمایا کہ جلدی فائدہ تو یہی دیتا ہے کہ یہ بہت آسان اور جلدی واصل ہونے کا طریقہ ہے۔ کیونکہ جب پیشوا کا تصور پختہ ہو جاتا ہے تو کمالات اور تجلیات جو پیشوا پر بالاصالت وارد ہیں وہ بوجہ اس کی محبت کے بالتبع (پیروی کرنے سے) اس پر بھی وارد ہونے لگتی ہیں اور پیشوا کے ساتھ ساتھ اس کی بھی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ تصور کو یہاں تک پکا کرنا چاہیئے

کہ تمام حرکات وسکنات ،نشست و برخاست غرض کہ ہر فعل میں پیشوا کی ادائیں آجائیں اور آخر کار پیشوا کی صورت کے مشابہ ہو جائے اسی سے پھر آگے کا راستہ کھل جاتا ہے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۴۶۰)

مردوں کی بیعت کا جواز

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہؐ کے اطراف گردا گرد صحابہؓ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی ،آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے بیعت کرو کہ نہ تم شرک کرو گے اور نہ چوری کرو گے۔' (متفق علیہ مشکوۃ)

مولوی اشرف علی تھانوی اس حدیثِ پاک کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''حدیث میں تصریح ہے کہ جن لوگوں کو آپؐ نے بیعت کا امر فرمایا ،وہ صحابہؓ تھے۔اس سے ثابت ہوا کہ علاوہ بیعتِ اسلام و جہاد، ترکِ معاصی والتزام طاعات کے لیے بھی بیعت ہوتی تھی۔یہی بیعتِ طریقت ہے ۔ جو صوفیاء میں معمول ہے۔اس کا انکار ناواقفی ہے۔(التکشف عن مہمات التصوف ص ۴۰)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نو یا آٹھ یا سات افراد نبی کریمؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ رسول اللہؐ سے بیعت نہ کرو گے؟ ہم نے فوراً اپنے ہاتھ (بیعت کے لیے) آگے کر دیئے اور عرض کیا کہ کس بات پر ہم آپ سے بیعت کریں یا رسول اللہؐ؟ ارشاد فرمایا (بیعت کرو) اس پر کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور شرک بالکل نہیں کرو گے اور پانچ وقت کی نمازیں پڑھو گے اور میری باتیں سنو گے اور میری اطاعت کرو گے اور پھر دھیمی آواز میں فرمایا کہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگو گے۔

میں نے ان (بیعت کرنے والوں) میں سے بعض کو دیکھا کہ کبھی ان کا کوڑا

گر جاتا تھا مگر وہ کسی آدمی سے اس کو اٹھا کر دینے کو نہیں کہتے تھے (کہ کہیں یہ عمل بھی مانگنے میں شامل نہ ہو) خود ہی اٹھا لیتے تھے۔ (لنسائی)

مولوی اشرف علی تھانوی اس حدیثِ پاک کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرات صوفیائے کرام میں جو بیعت" معمول ہے، جس کا حاصل، معاہدہ ہے التزام احکام واہتمام اعمال ظاہری و باطنی کا، جس کو ان کے عرف میں "بیعتِ طریقت" کہتے ہیں۔ بعض اہلِ ظاہر اس کو اس بناء پر بدعت کہتے ہیں کہ حضورِ اقدسؐ سے یہ منقول نہیں ہے۔ صرف کافروں کو بیعتِ اسلام کرنا اور مسلمانوں کو بیعتِ جہاد کرنا معمول تھا۔ مگر اس حدیث شریف میں اس کا صریح اثبات موجود ہے کہ یہ مخاطبین چونکہ صحابہؓ ہیں اس لیے یہ بیعت، بیعتِ اسلام یقیناً نہیں کہ "تحصیل حاصل" لازم آتا ہے اور مضمون بیعت سے ظاہر ہے کہ یہ بیعتِ جہاد بھی نہیں ہے بلکہ بدلالتِ الفاظ معلوم ہے کہ "التزام و اہتمام اعمال" ہے پس مقصود ثابت ہو گیا۔ (الکشف عن مہمات التصوف ص ۳۹۹)

عورتوں کے بیعت کا جواز

ترجمہ: اے نبیؐ جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو اس سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔ (سورۂ ممتحنہ آیت: ۱۲)

حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ جب سید عالمؐ روزِ فتح مکہ مردوں کی بیعت لے کر

فارغ ہوئے تو کوہِ صفا پر عورتوں سے بیعت لینا شروع کی۔ اور حضرت عمرؓ نیچے کھڑے ہوئے حضورؐ کا کلام مبارک عورتوں کو سناتے جاتے تھے۔ (صحیح بخاری)

قرآن مجید و حدیث مبارکہ کی روشنی سے بات واضح ہوگئی کہ یہ بیعت، بیعت النسواں تھی۔

حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادیؒ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن میں سورۂ ممتحنہ کی آیت ۱۲ کے تحت فرماتے ہیں ''بیعت کی کیفیت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک قدح (بڑا پیالہ) پانی میں سید عالمؐ نے اپنا دستِ مبارک ڈالا پھر اسی میں عورتوں نے اپنے ہاتھ ڈالے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے بیعت کپڑے کے واسطے سے لی گئی اور بعید نہیں کہ دونوں صورتیں عمل میں آئی ہوں۔''

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ عورتوں کو بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی عورت دوسرا کنارہ پکڑے۔ (القول الجمیل شفاءالعلیل ص ۳۶)

مسئلہ: عورت ''باری'' کے دنوں میں بھی بیعت ہوسکتی ہے۔

نابالغ بچوں کے بیعت کا جواز

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ 'قول الجمیل' میں صحیح مسلم کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ حضرت زبیرؓ اپنے نابالغ صاحبزادے عبداللہ کو رسولِ اکرمؐ کی حضوری میں بیعت کے لئے حاضر کیا اس وقت اس بچے کی عمر سات سال یا آٹھ سال کی تھی۔ آنحضرتؐ نے اس بچے کو اپنی طرف متوجہ فرما کر مسکرائے اور بیعت فرمایا۔ (القول الجمیل شفاءالعلیل ص ۲۸۔۲۹)

مسئلہ: ''ایک دن کا بچہ بھی اپنے والی کی اجازت سے مرید ہوسکتا ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۴۹)

سوال: کیا صاحبِ مزار سے بیعت درست ہے؟

جواب: بے شک صاحبِ مزار منبع فیض والانوار ہیں، لیکن کسی صاحبِ مزار سے بیعت درست نہیں۔ اور نہ کسی کاملین نے کسی صاحبِ مزار سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ ہر ولی انھیں سے مرید ہوئے جو بظاہر حیات تھے۔ جیسے حضورِ غوثِ پاکؒ، حضرت ابو سعید مخزومیؒ اور خواجہ غریب نوازؒ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے بیعت ہوئے۔ صاحبِ مزار سے عشق و محبت کر سکتا ہے مگر بیعت نہیں۔ ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکرؒ کے صاحبزادے نے شیخ الاسلام قطب الدین کے مزار پر سر منڈایا (یعنی بیعت کی نیت سے) لیکن شیخ الاسلام گنجشکرؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب ہمارے خواجہ اور مخدوم ہیں مگر یہ بیعت درست نہیں ہے۔ بیعت وہی ہے کہ شیخ کا ہاتھ پکڑیں۔

پیر بھائی روحانی رشتہ

''یارانِ طریقت یا پیر بھائی'' ان دو شخصوں کو کہا جاتا ہے جو ایک پیر صاحب سے بیعت ہوں۔ اور یہ پیارا اور مبارک خطاب ہر ایک مومن حاصل کر سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی قوم کسی ملک کا ہو۔ پیر و مرشد کی خدمت میں جانے اور پیر کا ہاتھ پکڑ کر اسی کے ساتھ نسبت قائم کرنے سے اس شخص کو جو پہلے بالکل ہی اجنبی اور نا آشنا تھا اپنے پیر اور پیر بھائیوں کے ساتھ اس قدر محبت حقیقی اور رشتۂ الفت قائم ہو جاتا ہے کہ اس کو اپنے مادر زاد بھائیوں سے بھی نہیں ہوتی۔ دو پیر بھائیوں کے درمیان میں محبت کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ ان دونوں شخصوں کو اپنے پیر کے ساتھ محبت ہے اور پیر کے ساتھ محبت ہونا سرکارِ مدینہ ﷺ کے ساتھ محبت ہونے کی علامت ہے اور سرکارِ مدینہ ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ

محبت ہونے کی علامت ہے اور در حقیقت یہی ایمان ہے ۔ یہ محبت جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر ایمان کامل ہوگا اور جس قدر کمی اس محبت میں واقع ہوگی، اسی قدر اس کے مدارجِ طریقت میں نقصان ہوگا۔

مرشد کامل کو کسی بات میں اس سے بڑھ کر خوشی نہیں ہوتی جتنی کہ اپنے دو مریدوں کو آپس میں متحد دیکھ کر ہوتی ہے اور اس کے برخلاف کسی بات سے اتنا رنج نہیں ہوتا جتنا کہ دو مریدوں کو آپس میں ناراض دیکھنے سے ہوتا ہے۔

مشائخ عظّام کا کفن

☆...... مشائخِ عظام کو قیمتی کفن دو :......☆

عام مسلمانوں کے لئے قانونِ شرع میں حکم ہے کہ کفن اچھا ہونا چاہئے۔یعنی مردعید و جمعہ کیلئے جیسا قیمتی کپڑا پہنتا تھا۔(قانونِ شریعت) جیسے حدیث مبارکہ میں ہے۔مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں یعنی خوش ہوتے ہیں۔

حکایت : ایک دن حضور غوث پاکؒ اپنے ایک خادم ابوالفضل کو کپڑا خریدنے کے لئے فرمایا کہ وہ کپڑا چاہئے جو، ایک اشرفی ،گز ہو نہ کم نہ زیادہ۔خادم کپڑا خریدنے کے لئے گیا۔اس کے دل میں خیال گزرا کہ حضرت شیخ نے تو بادشاہ کے لئے بھی کپڑا نہ چھوڑا ، ابھی اس کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ غیب سے ایک کیل اس کے پاؤں میں چبھ گئی اور ایسی کہ مرنے کے قریب ہو گیا، لوگوں نے اس کے نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن کچھ نہ ہو سکا۔آخر اس کو اٹھا کر حضرت شیخ کی خدمت میں لائے ۔ آپؒ نے فرمایا کہ اے ابوالفضل تم نے اپنے دل میں ہم پر کیوں اعتراض کیا تھا، پروردگار کی قسم میں نے یہ کپڑا اس وقت تک پہننے کا ارادہ نہیں کیا جب تک مجھ سے یہ

نہیں کہا گیا کہ تجھے اس حق کی قسم جو میرا تیرے اوپر ہے وہ کپڑا پہن جو ایک اشرفی گز ہو، اے ابوالفضل یہ کپڑا میت کا کفن ہے اور میت کا کفن اچھا ہوتا ہے، یہ ہزار موت کے بعد ملا ہے۔" (اخبار الاخیار ص ۴۳)

سوال: مشائخِ عظام کو عمامہ کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے ؟

جواب: عمامہ شریف کپڑے میں شامل ہے اور جو کپڑا حیاتی میں پہننا جائز ہے وہ کپڑا مرنے کے بعد کیونکر ناجائز ہوسکتا ہے۔ بہرکیف مردوں کے لئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں اور دستار قدرِ مسنون سے زائد ہے مگر حرام نہیں جیسے دُرِّ مختار میں ہے اگر میت کی پیشانی یا اس کے عمامے یا کفن پر عہد نامہ لکھا جائے تو امید ہے کہ اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ اور مشائخ سے تبرک کے طور پر حاصل شدہ پیراہن کو اگر کفن میں قمیض کی جگہ استعمال میں لائیں تو اس کی گنجائش ہے۔ شہدائے کرام کے کپڑے ہی ان کے کفن ہیں۔ جیسے حضرت صدیق اکبرؓ نے وصیت کی تھی "کہ مجھے میرے ان دو کپڑوں میں ہی کفن دینا۔"

☆......شجرہ خوانی کے فوائد......☆

(۱) حضور اکرم ﷺ تک وسیلہ ہے۔ (۲) صالحین کا ذکر باعثِ نزولِ رحمت ہے۔ (۳) نام بہ نام اپنے بزرگوں کو ایصالِ ثواب پہنچانا ان کی بارگاہ سے باعثِ نظرِ عنایت ہے۔ (۴) جب شجرہ پڑنے والا اوقاتِ مصیبت میں ان کا نام لیگا وہ اس کی دستگیری کریں گے۔

لہٰذا ہر مرید صادق کو اپنا شجرۂ مبارکہ روزانہ بعد نمازِ فجر تلاوت کریں یا کسی بھی وقت پڑنا چاہیے اور اس کے فضائل و برکات حاصل کریں۔

"ہدایت: شجرۂ مبارکہ قبروں میں رکھنے سے تلاوت کرنا بہتر ہے۔"

تاج العارفین حضرت خواجہ شیخ محمد عبدالرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری

پیر فہمی مدظلہ العالی

TAJ-UL-AARFIN HAZRAT KHWAJA SHAIKH MOHAMMED ABDUL RAUF SHAH QADRI

AL CHISHTI IFTEKHARI **PEER FEHMI** MADZALLAHUL AALI